24

حقیقی خیر خواہ خدا ہی ہے

(فرمودہ ۱۳؍ جولائی ۱۹۲۳ء)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا۔

دنیا میں خیر خواہ دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک تو ایسے ہوتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ وہ چاہتے ہیں کہ جس سے ہمیں محبت ہے اس کا بھلا ہو لیکن ان کے کاموں سے ہمیشہ اس کو نقصان پہنچتا ہے جس سے ان کو محبت ہوتی ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ وہ اپنے محبوب کی عارضی تکلیف برداشت نہیں کرتے اس وجہ سے وہ اپنے پیاروں کا نقصان ہی کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے لوگوں نے کہا ہے کہ دانا دشمن نادان دوست سے بہتر ہے۔ کیونکہ دانا دشمن سمجھ کر نقصان پہنچاتا ہے اور اسے اپنی بدنامی کا خطرہ ہوتا ہے لیکن نادان دوست کو کسی احتیاط کا خیال نہیں ہوتا۔ نہ وہ لوگوں کی ملامت سے ڈرتا ہے اور نہ اسے یہ خیال ہوتا ہے کہ اس کی بدنامی ہوگی یا اسے کوئی نقصان پہنچے گا تو ایسا انسان اپنے پیاروں کے لئے نقصان دہ ہوتا ہے۔ دنیا میں ماں باپ اپنی اولاد کے کیسے خیر خواہ ہوتے ہیں لیکن وہ بھی اپنی اولاد کو بگاڑ دیتے ہیں۔ مثلاً مدرسہ میں اگر استاد نے لڑکے کو مارا ہے تو اس عارضی تکلیف کا خیال کرکے مدرسہ سے اٹھا لیتے ہیں۔ یہ الگ سوال ہے کہ استاد کا مارنا جائز ہے یا نہیں لیکن وہ بچہ کو مدرسہ سے اٹھا لیتے اور علم سے محروم کر دیتے ہیں مگر دانا والدین ایسا نہیں کرتے۔ وہ اپنے بچہ کو مدرسہ سے کبھی نہیں اٹھاتے۔ ہاں وہ مار سے بچانے کے لئے کوئی اور تجویز کرتے ہیں۔

اسی طرح بعض ماں باپ اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ ان کے بچے کم سوئیں یا انکو کھانے پینے کی کوئی تکلیف ہو۔ اور مسلمان کہلانے والے والدین تو اپنے بچوں کو نماز کے لئے بھی نہیں اٹھاتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ سست اور غافل اور پست ہمت ہو جاتے ہیں۔ ان کے اندر جفاکشی پیدا نہیں ہوتی۔ اسی طرح بعض ماں باپ چاہتے ہیں کہ بچے اچھا کھائیں۔ اس پر جب وہ چوری کرتے ہیں تو انہیں روکتے نہیں اور وہ بڑے ہو کر چور اور بداخلاق ہو جاتے ہیں۔ تو والدین جو محبت کی وجہ سے بچے کو کچھ نہیں کہتے اس کا الٹا نقصان ہوتا ہے کیونکہ وہی بچے بڑے ہو کر اپنے والدین

کو بددعائیں دیتے ہیں کہ ہمارے ماں باپ نے ہمیں علم نہ سکھایا نہ ہمارے اخلاق کا خیال رکھا نہ چال چلن کا خیال کیا۔

لیکن ایک ماں باپ ایسے ہوتے ہیں جو بچوں کی ہر بات کی خبر گیری کرتے ہیں۔ وہ ان کے جرموں پر پردہ پوشی نہیں کرتے بلکہ بعض دفعہ سزا بھی دیتے ہیں اور ان کو محنت کش بناتے ہیں۔ وہ نتیجہ کے لحاظ سے خیر خواہ ہوتے ہیں۔ دیکھنے والے کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بچہ سے محبت نہیں رکھتے۔ حالانکہ حقیقی خیر خواہ وہی ہوتے ہیں۔ وہ بد خواہ ماں باپ کی طرح نہیں ہوتے۔ بچوں کی نگہداشت اور ان کی درستی ہی اصلی خیر خواہی ہوتی ہے اور نتیجہ کے لحاظ سے بھی یہی اصل خیر خواہی ہے۔ تو دو قسم کے خیر خواہ دنیا میں ہوتے ہیں ایک وہ ہوتے ہیں جن کے دل میں حقیقی خیر خواہی ہوتی ہے۔ اور ایک وہ جو عارضی خیر خواہ تو ہوتے ہیں لیکن درحقیقت وہ بدخواہ ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندوں کا خیر خواہ ہے اور حقیقی خیر خواہ ہے۔ وہ نادان والدین کی طرح خیر خواہ نہیں بلکہ وہ حقیقی خیر خواہی کرتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں خدا نے ہماری دعائیں نہیں سنیں۔ حالانکہ والدین بھی اپنی اولاد کی بعض باتیں نہیں مانتے۔ مگر انہیں کوئی نہیں کہتا کہ یہ والدین اپنی اولاد کی کوئی بات بھی نہیں مانتے اور انہیں اپنی اولاد سے محبت نہیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ جو حقیقی خیر خواہ ہے وہ بندوں کی بعض باتیں نہیں مانتا کیونکہ بعض باتوں کا قبول نہ کرنا ہی درحقیقت قبول کرنا ہوتا ہے کیونکہ ان کے نہ قبول کرنے میں فائدہ ہوتا ہے اور قبول کرنے میں نقصان۔ دعا کی غرض تو فائدہ پہنچنا ہے۔ پس بعض وقت دعا کے نہ قبول کرنے میں بندہ کا فائدہ ہوتا ہے اور اس وقت دعا کا قبول نہ ہونا اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ خدا اس کا خیر خواہ ہے اور ایسی دعا قبول کرنا یہ بتاتا ہے کہ خدا کو اس کے ساتھ خیر خواہی کا تعلق نہیں۔ پس جب انسان کسی بری بات کے لئے دعا کرتا ہے تو اس بات کا نہ ہونا دعا کا قبول ہونا ہے۔

بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ انسان ملازمت کے لئے دعا کرتا ہے لیکن وہ ملازمت اس کے لئے درحقیقت نقصان دہ ہوتی ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ ایک ایسے افسر کے ماتحت ہو جو اسے ملازمت سے علیحدہ کر دے یا بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ انسان مال دار ہو کر دین سے بے پروا ہو جاتا ہے وہ انسان جو جسمانی تکلیف میں خدا کو یاد کرتا ہے اور آرام میں خدا سے غافل ہو جاتا ہے وہ اگر جسمانی تکلیف میں رہ کر خدا کو یاد کرتا ہے تو بہتر ہے اس سے کہ وہ آرام اور راحت میں رہ کر خدا سے بے پروا ہو جائے کیونکہ جسمانی تکلیف تو چند دن کی ہوگی۔ لیکن اس کے مقابلہ میں ہمیشہ کے لئے اسے راحت ملے گی۔

تو جس طرح ایک منٹ کا نشتر راحت کا موجب ہوتا ہے اسی طرح ایسی تکالیف بھی راحت کا

موجب ہوتی ہیں۔ تو خدا تعالیٰ نادان ماں باپ کی طرح نہیں۔ بعض دفعہ بچہ کی انتڑیوں میں درد ہوتا ہے جو سل کی ایک قسم ہے۔ وہ بچہ درد میں مٹھائی مانگتا ہے تو نادان ماں باپ اسے مٹھائی دے دیتے ہیں جو سخت مضر ہوتی ہے۔ خدا کی نسبت جو عالم الغیب ہے یہ امید رکھنا کہ وہ ہر ایک بات کو مان لیتا ہے یہ بے وقوفی ہے۔ کیا خدا ہوشیار اور نادان ماں باپ کی طرح بھی نہیں جو اپنے بچوں کی بعض باتیں نہیں مانتے۔ وہ دیکھتے ہیں کہ ماں باپ بچوں کی بعض باتیں رد کرتے ہیں اور بعض وقت وہ سزا بھی دیتے ہیں لیکن انہیں وہ یہ نہیں کہتے کہ وہ اپنی اولاد کی کبھی بات نہیں مانتے۔ مگر خدا تعالیٰ کی نسبت وہ کہہ دیتے ہیں کہ وہ ہر بات کیوں نہیں مانتا۔ تو خدا جو عالم الغیب ہے وہ کیونکر بندہ کی ہر ایک بات کو مان سکتا ہے؟

خدا تعالیٰ کو اس بات کی کیا پروا ہے کہ وہ بندہ کی ہر بات کو قبول کرے۔ خواہ وہ نقصان دہ ہی ہو۔ مگر اس بات کی پروا وہ ضرور کرتا ہے کہ بندہ کی ایسی بات مان لے جس سے اس کو نقصان پہنچے یا وہ ہلاک ہو جائے۔

بعض لوگ اس وجہ سے دعاؤں میں سست ہو جاتے ہیں کہ بعض دعائیں ان کی قبول نہیں ہوئیں۔ وہ والدین کی نسبت تو یہ نہیں کہتے کہ وہ بچہ کی سب باتیں منظور کرتے ہیں لیکن خدا کی نسبت وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ بندوں کی ہر ایک دعا سنتا اور ہر بات منظور کرتا ہے۔ اور اگر خدا ان کی کوئی دعا رد کر دیتا ہے تو کہدیتے ہیں بس جی خدا ہی کوئی نہیں اگر خدا ہوتا تو ہماری دعا ضرور سنتا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کا جوش دعا کے لئے ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔ آئندہ دعا کے لئے ان کے اندر جوش نہیں رہتا اور بعض لوگ تو دہریہ ہی ہو جاتے ہیں۔

ایک شخص کے متعلق مجھے ہمیشہ یہ شبہ رہتا تھا کہ کبھی نہ کبھی یہ ٹھوکر کھائے گا کیونکہ اس کا یقین تھا کہ ہر ایک دعا قبول ہوتی ہے۔ اس لئے مجھے خطرہ تھا کہ جب بھی اس کی کوئی دعا قبول نہ ہوگی ضرور ٹھوکر کھائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ تو اس گمان سے ایسی ٹھوکریں بہتوں کو لگ جاتی ہیں۔ اس لئے ہمیشہ یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ نادان ماں باپ کی طرح نہیں کہ وہ ہر بات کو منظور کرے وہ دانا والدین کی طرح بلکہ ان سے بھی بڑھ کر اور زیادہ حکمت کے ساتھ کام کرتا ہے۔

پس اس نکتہ کو یاد رکھو تاکہ تم کو دعاؤں کے معاملہ میں کبھی ٹھوکر نہ لگے۔

(الفضل ۲؍ جولائی ۱۹۲۳ء)